



ترجمہ و تشریح

سُورَةُ الْبَقَرَةِ



سورة البقرة

سورت کا تعارف:

یہ قرآن کریم کی سب سے لمبی سورت ہے، اس کی آیات ۶۷ تا ۲۸۶ میں اس گائے کا واقعہ مذکور ہے جسے ذبح کرنے کا حکم بنی اسرائیل کو دیا گیا تھا۔ اس لیے اس سورت کا نام سورۃ بقرہ ہے، کیوں کہ بقرہ عربی میں گائے کو کہتے ہیں۔ نصابی کتاب میں سورت کی ابتدائی ۲۸ آیات ذکر کی گئی ہیں۔ سورت کا آغاز اسلام کے بنیادی عقائد یعنی توحید، رسالت اور آخرت کے بیان سے ہوا ہے، اسی ضمن میں انسانوں کی تین قسمیں، یعنی مومن، کافر اور منافق بیان کی گئی ہیں۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے، تاکہ انسان کو اپنی پیدائش کا مقصد معلوم ہو۔ اس کے بعد آیات کے ایک طویل سلسلے میں بنیادی طور پر خطاب یہودیوں سے ہے جو بڑی تعداد میں مدینہ منورہ کے آس پاس آباد تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں نازل فرمائیں، اور جس طرح انھوں نے ناشکری اور نافرمانی سے کام لیا اس کا مفصل بیان ہے۔ پہلے پارے کے تقریباً آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے، اس لیے کہ انھیں نہ صرف یہودی اور عیسائی بل کہ عرب کے بت پرست بھی اپنا پیشوا مانتے تھے۔ ان سب کو یاد دلایا گیا ہے کہ وہ خالص توحید کے قائل تھے اور انھوں نے کبھی کسی قسم کے شرک کو گوارا نہیں کیا۔ اسی ضمن میں بیت اللہ کی تعمیر اور اسے قبلہ بنانے کا موضوع زیر بحث آیا ہے۔ دوسرے پارے کے شروع میں اس کے مفصل احکام بیان کرنے کے بعد اس سورت میں مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے متعلق بہت سے احکام بیان فرمائے گئے ہیں جن میں عبادات سے لے کر معاشرت، خاندانی امور اور حکمرانی سے متعلق بہت سے مسائل داخل ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آیت نمبر ۱-۲:

اللّٰهُ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۲﴾

ترجمہ:

آلَمْ {۱} یہ کتاب (قرآن مجید) ایسی ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں (کہ یہ اللہ کا کلام) ہے، یہ ڈرنے والوں کی رہنما ہے {۲}

تشریح:

”آلَمْ“ کو حروف مقطعات کہا جاتا ہے، یعنی علیحدہ علیحدہ پڑھے جانے والے حروف۔ ان کے معنی کے بارے میں کوئی مستند روایت نہیں ہے۔

اس آیت میں قرآن کی دو صفات بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ ایک تو یہ کہ اس کتاب کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اس کے علاوہ اس میں جو واقعات بیان کئے گئے ہیں، ان کی صداقت میں، جو احکام و مسائل بیان کئے گئے ہیں، ان سے انسانیت کی فلاح و نجات وابستہ ہونے میں اور جو عقائد (توحید و رسالت اور معاد کے بارے میں) بیان کئے گئے ہیں، ان کے برحق ہونے میں کوئی شک نہیں۔

۲۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ویسے تو یہ کتاب الہی تمام انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے نازل ہوئی ہے، لیکن اس چشمہ فیض سے میرا ب صرف وہی لوگ ہوں گے، جو آپ حیات کے متلاشی اور خوف الہی سے سرشار ہوں گے۔ جن کے دل میں مرنے کے بعد اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر جواب دہی کا احساس اور اس کی فکر ہی نہیں، جن کے اندر ہدایت کی طلب، یا گمراہی سے بچنے کا جذبہ ہی نہیں ہوگا تو انھیں ہدایت کہاں سے اور کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔

5

三、

3

3

三、

چاہا کہ اسے مراد علی گھر وفاق کی بنیاد ملی ہے جس کی اصطلاح کی فکر نہ کی جاوے تو پڑھتی ہی ہمیں پانی ہے۔ یہی طرح مجموعہ ہوا سے متعلق ہے

دوسروں کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ دوسروں کو اس کا شریک کیوں ٹھہراتے ہو؟ اگر تم عذاب خداوندی سے بچنا چاہتے ہو تو اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ کو ایک مانو اور صرف اسی کی عبادت کرو، جاننے بوجھنے شرک کا ارتکاب مت کرو۔
آیت نمبر ۲۳-۲۴:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهٖ ۚ وَادْعُوا
شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ لَّيْلًا لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَكِنْ تُلْعَلُوْا
فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۙ اَعِدْتُ لِلْكَافِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

ترجمہ:

اور اگر تم کو اس (کتاب) میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو {۲۳} لیکن اگر (ایسا) نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور جو) کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے {۲۴}

تشریح:

توحید کے بعد اب رسالت کا اثبات فرمایا جا رہا ہے کہ ہم نے اپنے بندے پر جو کتاب نازل فرمائی ہے، اس کے منزل من اللہ ہونے میں اگر تمہیں شک ہے تو تم اپنے تمام حمایتیوں کو ساتھ لاکر اس جیسی ایک ہی سورت بنا کر دکھا دو اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ واقعی یہ کلام کسی انسان کی کاوش نہیں ہے، کلام الہی ہی ہے اور ہم پر اور رسالت محمدیہ پر ایمان لا کر جہنم کی آگ سے بچنے کی سعی کرنی چاہیے، جو کافروں کے لئے ہی تیار کی گئی ہے۔ یہ قرآن کریم کی صداقت کی ایک اور واضح دلیل ہے کہ عرب و عجم کے تمام کافروں کو چیلنج دیا گیا، لیکن وہ آج تک اس کا جواب دینے سے قاصر ہیں اور یقیناً قیامت تک قاصر رہیں گے۔

چیلنج دینے کے بعد اللہ پاک فرماتے ہیں کہ جب تم پر یہ واضح ہو چکا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے تو باز آ جاؤ اور نہ ایسی آگ میں جلائے جاؤ گے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ پتھر سے مراد بقول ابن عباس گندہک کے پتھر ہیں اور بعض حضرات کے نزدیک پتھر کے وہ بت بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے جن کی لوگ دنیا میں پرستش کرتے رہے ہوں گے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ہے: ”تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو، جہنم کا ایندھن ہوں گے۔“ (سورۃ الانبیاء: ۹۸)

اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ جہنم اصل میں کافروں اور مشرکوں کے لیے تیار کی گئی ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جنت اور دوزخ کا وجود ہے جو واقعہ ثابت ہے۔ یہی سلف امت کا عقیدہ ہے۔ یہ تمثیلی چیزیں نہیں ہیں، جیسا کہ بعض متجددین اور منکرین حدیث باور کراتے ہیں۔
آیت نمبر ۲۵:

وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنَّتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ شَرِّۭةٍ رَّزَقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رَزَقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاْتُوْا بِهٖ
مُتَشٰبِهًا ۙ وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ:

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو خوش خبری سناؤ کہ ان کے لیے (نعت کے) باغ ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیے جائیں گے اور وہاں ان کے لیے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ بیستوں میں

زمین
اور ہم نے کہا کہ اے آدم اور تمھاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو بلا روک ٹوک کھاؤ (تہٰہ) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا جس کا درخت عداوت میں (داخل) ہو جاؤ گے (۳۵)

تحریر:

یہ حضرت آدم (علیہ السلام) کی تیسری بڑی فضیلت ہے جو جنت کو ان کا مسکن بنا کر عطا کی گئی۔ اس ایک درخت سے دور رہنے کی ہدایت گئی۔ یہ درخت کس چیز کا تھا؟ اس کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی صراحت نہیں ہے۔ اس کو کلمہ کا درخت مشہور کر دیا گیا ہے جو کہ اصل بات ہے کہ اس کا نام مطہر کرنے کی ضرورت ہے، نہ اس کا کوئی فائدہ دہی ہے۔

آیت نمبر ۳۶

فَلَا تُفْتِنَا الشَّيَاطِينَ عَنَّا فَا تَنَزَّهْنَا مِنَّا كَانَا قِيَمًا ۖ وَفَلْتَمِا اٰدِمٰتِنَا بِنَهْمِنَا لِنَبْتَغِيَنَّهُۥ ۚ وَكَلِمَةً فَاِذَا زَبٰنٍ مُّسْتَعْتَرِۡۢةٌ وَمَقَالًا اِلٰی جَنَّتِيۡنَا ﴿۳۶﴾

زمین

بہر شیطانات نے دونوں کو اس سے ڈنکا مار دیا، جس (جس درخت) میں تھے اس سے ان کو لگوا دیا جب ہم نے سگرمایا کہ (جنت میں رہو) (۳۶) اے (۳۶) چاہو ہا آدم ایک دوسرے کے دشمن اور تمھارے لیے جنت میں ایک درخت تک ملنا اور معاش (مقرر کر دیا گیا) ہے (۳۶)

تحریر:

شیطان نے جنت میں داخل ہو کر دربارہ دشمنی برپا کیا اور حسد خدائی کے ذریعے سے اس کی کوئی صراحت موجود نہیں ہے۔ تاہم یہاں ہے کہ جس طرح جودے کے سگرمایا میں قیاس سے کام لے کر (کہ میں آدم سے بہتر ہوں) جودے سے انکار کیا، اسی طرح اس سوجھے پرانے قولی کے ہم "وَلَا تُفْتِنَا" کی تامل کر کے حضرت آدم (علیہ السلام) کو بھٹانے میں کامیاب ہو گیا، جس کی تفصیل سورۃ اعراف میں ہے۔

"ایک دوسرے کے دشمن بنو" سے مراد آدم علیہ السلام اور شیطان تھا، باہم طلبہ ہے کہ بنی آدم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ آیت نمبر ۳۷

فَتَقَالٰی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّہٖ فَخَلَسٰ بِیْ فَتَقَالَتِ عَلَیْہِۥ اِنَّکُمْ لَمِنَ الْاَشْقَآئِ اِنَّ اللّٰہَ جَبَّارٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۷﴾

زمین

بہر آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے بگوئی کہ نکلتے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور حال کر دیا ہے کہ وہ معاف کرنے والا بڑا مہربان ہے (۳۷)

تحریر:

حضرت آدم (علیہ السلام) جب جہنم میں داخل ہوئے تو فرمایا کہ تیرے لیے تو تو یہ اختیار میں مصروف ہو گئے۔ اس سوجھے پرانے قولی نے رہنمائی درست گیری فرمائی اور وہ نکلتے معافی سکھایا کہ یہ جو قصور اور عیوب (آیت نمبر ۳۳) میں بیان کیے گئے تھے۔ "وَقَالَتْ اٰدَمٰتِنَا اٰلٰہُمَّ اِنَّا اٰوٰی اِلَیْکَ فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا..."

آیت نمبر ۳۸-۳۹

لَقَدْ آتَيْنَا الْفُلَيْنَا وَبَنَيْنَا جَنِينَ ۖ قَالُوا يَا بَنِي آدَمُ خُذُوا زِينَتَكُمْ لِيُخْرِجَكُم مِّنْ هَٰذِهِ ۖ وَكُلُوا وَشَرُّوا وَلَا تُنْفِكُوا كُنُوزَكُمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ يَخْلَفُونَ ﴿٣٨﴾
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ

ترجمہ

ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ جب کہ اس سے اس کی میری طرف سے ہدایت پہنچے (اس کی قیادت کرنا) جسوں نے میری ہدایت کی وہ وہی کی ان کو نہ کہہ کر کہ تم لوگ اس کے (۳۸) اور جسوں نے (اس کو) قتل کر دیا وہ

ترجمہ:

لوہیت و نہ کے ہر جو رائے تعالیٰ نے انکس دوبارہ جنت میں آ کر کرنے کے ہمارے دنیا میں ہی وہ کر جنت کے حصول کی آیتیں فرمائی ہیں۔
 حضرت آدم علیہ السلام کے واسطے سے تمام عباد کو جنت کی بات بتلا یا ہمارا بچہ کا بچا ہر اسلحہ کے ذریعے سے میری ہدایت (زندگی ترسے)

کے تمام وصال پہ (تم تک پہنچنے کی) جو اس کو قتل کرے گا وہ جنت کا مستحق اور بصورت دیگر خدا اب اپنی کامیابی ہوگا۔

”تو یہ خوف نہیں ہوگا“ کا قصہ آخرت سے ہے اور ”خوش نہیں ہوگا“ کا تعلق دنیا سے ہے۔۔۔ بے غمئی اور عدم غم و غم کا تمام ہر ممکن مدد کی مدد ہے۔۔۔ یہ کہانی ایسا تقاضا نہیں جو صرف بعض اولیاء اللہ ہی کو حاصل ہو، اس لیے کہ تمام مومنین و مومنات کی ”اولیاء اللہ“ ہیں۔ اولیاء اللہ کی ایک تھوڑی نہیں۔ اس الہیہ اولیاء کے درجات میں فرق ہو سکتا ہے۔

M. HARIS BASIM

University Lecturer / Research Scholar
 Islamic Financial Consultant



www.harisbasim.weebly.com



HarisBasim



HarisBasimHB



HarisBasimHB



HarisBasimHB



0313-2577255